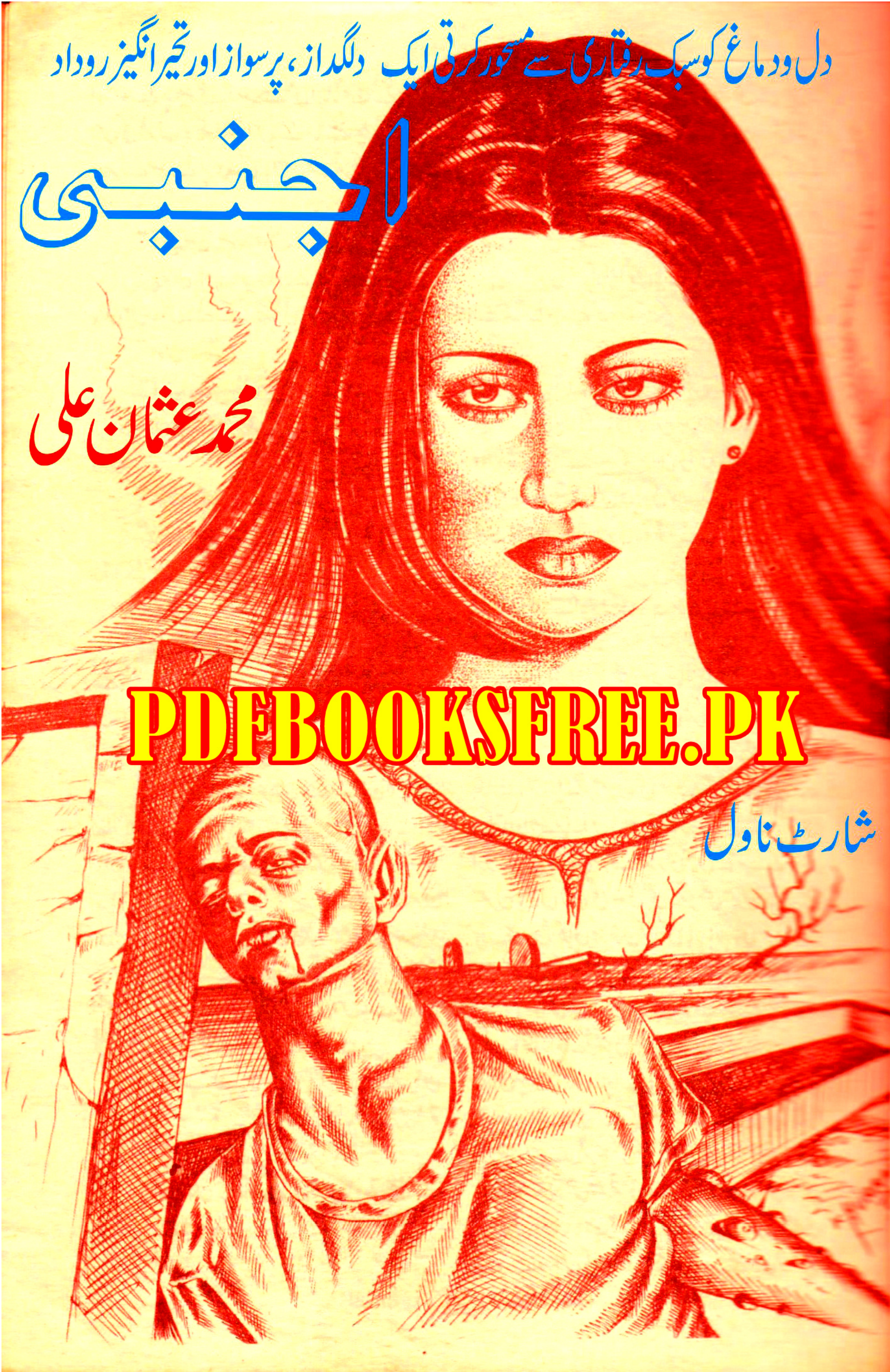

دل ودماغ کوسبک رفتاری سے مسحور کرتی ایک دلگداز، پرسوز اور تحیر انگیز روداد
اجنبی
محمد عثمان علی
PDFBOOKSFREE.PK
شارٹ ناول

اجنبی

محمد عثمان علی۔میاں چنوں

ٹھوس پتھر کے بت کی آنکھوں سے روشنی کی ایک کرن نکلی اور پاس ہی فرش پر بکھری ہوئی بوسیدہ ہڈیوں میں اچانک حرکت پیدا ہوگئی اور پھر چشم زدن میں تمام ہڈیاں جڑ کر ایک جیتا جاگتا وجود بن گئیں۔

دل ودماغ کوسبک رفتاری سے مسحور کرتی ایک دلگداز، پرسوز اور تحیر انگیز روداد

''**آسیہ**......دیکھو کون ہے......؟'' ڈور بیل کی آواز سن کر قمر نے اپنی بیوی آسیہ سے کہا۔

قمر اپنی فیملی سمیت اس جگہ آج ہی شفٹ ہوا تھا۔ اس سے پہلے وہ کوٹ ادو میں رہتے تھے۔ قمر ایک سرکاری ملازم تھا۔ اس کا ٹرانسفر سیدھا کوٹ ادو سے لاہور میں ہوا تھا۔ شاید اس کی قسمت نے ساتھ دیا تھا جو اسے فوراً ہی ایک اچھا سا گھر مل گیا...... گھر کیا تھا بلکہ ایک شاندار کوٹھی تھی۔ اس نے کوٹھی کو دیکھتے ہی فوراً اسے خرید لیا۔ کوٹھی میں داخل ہوتے وقت آسیہ کو بھی جیسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنی شاندار اور وسیع کوٹھی قمر بھی خرید سکتا ہے۔

قمر کی فیملی صرف چار افراد پر مشتمل تھی۔ اس کی بیوی آسیہ، دو بچے حنا اور شہر یار اور چوتھا وہ خود، آج ان کا کوٹھی میں پہلا دن تھا۔ اس وقت قمر بیڈ روم میں ایک خوب صورت پینٹنگ لگا رہا تھا جبکہ آسیہ قریب ہی صوفے پر براجمان تھی۔ ڈور بیل کی آواز اس نے بھی سن لی تھی۔ لہٰذا وہ اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

دروازہ کھولنے پر اسے ایک خوب صورت، حسین لڑکی نظر آئی جو کھڑی دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہی تھی۔ دروازہ کھلنے پر اس نے چونک کر آسیہ کی طرف دیکھا اور پھر آسیہ نے دروازہ کھولتے ہوئے سرسری طور پر اس لڑکی کی طرف دیکھا۔ اس کے نین ونقش نہایت دلفریب اور پرکشش تھے۔ آنکھوں میں جیسے ساگر جھلک رہے تھے۔ رخسار سرخ اور بھرے بھرے تھے۔ بال کندھے تک عمدگی سے تراشے ہوئے تھے۔ اس نے پنک رنگ کا نہایت خوب صورت اور قیمتی سوٹ پہنا ہوا تھا۔

''جی......'' آسیہ کی آنکھیں سوالیہ انداز میں اجنبی لڑکی کے چہرے پر تھیں۔

''میں آپ کی پڑوسن ہوں۔'' برابر والی کوٹھی ہماری ہے۔'' اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''آپ لوگ یہاں نئے نئے آئے ہیں۔ اس لئے سوچا آپ سے مل آؤں۔ کیونکہ ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی پر بڑا حق ہوتا ہے اور پڑوسیوں کو ایک دوسرے سے کام پڑتے ہیں۔ خوشی، غمی میں ایک جگہ اکٹھے ہونا پڑتا ہے۔''

''اندر آجایئے۔''

آسیہ نے ایک طرف کو ہٹتے ہوئے اندر آنے کا راستہ دیا تو وہ لڑکی مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوگئی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی آسیہ نے دروازہ بند کیا اور اسے لے کر کمرے میں آ گئی۔

''میرا نام سمرن ہے۔'' اس لڑکی نے اپنا نام بتایا

اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ آسیہ نے بھی اپنا نام بتاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور اس کے سامنے پڑے ہوئے دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اسی وقت قمر کی آواز سنائی دی۔

''آسیہ کون ہے......؟''

''پڑوسن ہیں۔ یہ ہمارے برابر والی کوٹھی میں رہتی ہیں۔ بس ملنے کے لئے آئی ہیں۔''

''ہوں......''

''آپ کے......''

''جی میرے ہزبینڈ'' آسیہ نے فوراً کہا۔ ''نام قمر ہے۔''

''کتنے بچے ہیں آپ کے......''

''دو۔ ایک بیٹا ہے شہریار اور دوسری بیٹی حنا۔''

''آپ لوگ پہلے کہاں رہتے تھے؟''

''کوٹ ادو میں۔''

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کے لئے یہ شہر نیا ہے۔''

''ٹھیک کہا آپ نے۔''

''آپ کے ہزبینڈ کیا کرتے ہیں؟''

''گورنمنٹ میں افسر ہیں۔ اور اب ان کا ٹرانسفر یہاں ہوا ہے۔''

''ویسے میرے گھر میں کوئی نہیں ہے۔''

''کیا مطلب......؟'' آسیہ نے حیرانی سے سمرن کی طرف دیکھا۔ ''آپ کے ہزبینڈ، بچے وغیرہ......''

''میرے بچے کیسے ہوں گے؟ میری شادی کو ابھی تین مہینے ہوئے ہیں۔'' سمرن کی اس بات پر آسیہ ہنس پڑی اور سمرن بھی آہستہ سے مسکرادی۔

''پھر آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آپ کے گھر میں کوئی نہیں ہے۔'' آسیہ نے کہا۔ ''آپ کے ہزبینڈ تو ہیں ناں! انہیں آپ نے کیسے گول کردیا؟''

''انہیں میں کیسے گول کرسکتی ہوں؟ وہ تو پہلے سے ہی گول رہتے ہیں۔''

''خوب......وہ کیسے......؟''

ان کے پاؤں تو گھر میں جیسے ٹکتے ہی نہیں ہیں۔ رات کو 10 بجے سے پہلے گھر آتے نہیں ہیں۔ یہی نہیں بعض اوقات تو وہ دو، اور تین دنوں کے بعد گھر آتے ہیں۔ انہیں شاید یہ خیال تک نہیں آتا کہ گھر میں ان کی ایک بیوی بھی ہے۔''

''ہوں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ کو ان سے گلہ کرنا چاہئے کہ وہ وقت پر گھر آیا کریں۔'' آسیہ نے کہا۔

''کیا تھا۔ مگر وہ ٹال دیتے ہیں۔'' سمرن بولی۔

''ہوں۔ اگر بائی چانس میرا ان کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تو میں ان سے ضرور گلہ کروں گی کہ وہ تمہارا خیال رکھا کریں۔ اگر تم ناراض نہ ہوگی تو اور پھر میں انہیں تھوڑا بہت ڈانٹ بھی دوں گی۔'' آسیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے! یہ تو اچھی بات ہوگی میرے لئے اور پھر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟''

اسی دوران قمر بھی سیڑھیاں اترتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے سمرن کی طرف دیکھا۔ قمر پر نظر پڑتے ہی سمرن خاموش ہوگئی۔ آسیہ نے دونوں کا تعارف کروایا۔ قمر سمرن کی طرف گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں بار بار سمرن کے پرکشش اور حسین چہرے کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ آسیہ کے ساتھ سمرن باتوں میں لگی ہوئی تھی۔ قمر کبھی سمرن کے ہلتے ہوئے سرخ گلابی ہونٹوں کو، کبھی بار بار جھپکتی ہوئی بڑی بڑی آنکھوں کو، کبھی سرخ اور بھرے بھرے رخساروں کو اور کبھی صراحی کی طرح نہایت خوب صورت گردن کو دیکھ رہا تھا نہ جانے قمر کی نظریں سمرن کے بدن پر کہاں کہاں پڑ رہی تھیں۔ نجانے آج سمرن کو دیکھتے ہی اسے کیا ہو چکا تھا۔ اس سے پہلے اس کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ اس میں قمر کا بھی کوئی قصور نہیں تھا کیونکہ سمرن تھی ہی ایسی دلکش اگر قمر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کا بھی یہی حال ہوتا۔ جب آسیہ نے قمر کو بتایا کہ سمرن شادی شدہ ہے اور اس کی شادی کو تین ماہ ہو چکے ہیں تو قمر کا

منہ بن گیا۔
''تو میں اب چلتی ہوں۔'' سمرن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''آپ لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ لوگ بھی آیئے گا ہمارے گھر۔'' سمرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''ارے اتنی جلدی۔'' آسیہ نے کہا۔ ''سوری۔ باتوں میں، میں نے پوچھا ہی نہیں کہ آپ کیا لیں گی، آپ واپس بیٹھ جائیں میں چائے لاتی ہوں۔''
''کوئی بات نہیں۔ آپ تکلف نہ کریں۔'' سمرن نے کہا۔ ''میں کوئی مہمان تھوڑی ہوں۔ میں تو آپ لوگوں سے ملنے آئی تھی۔ چائے کے لئے آپ کو پھر کبھی تکلیف دوں گی۔'' سمرن یہ کہتے ہوئے آسیہ سے ہاتھ ملایا اور قمر پر ایک بھرپور نظر ڈالتی ہوئی چلی گئی۔
آسیہ چند لمحے کھڑی رہی پھر اس نے قمر کی طرف دیکھا اور کچن میں داخل ہوگئی۔ قمر اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی وقت کچن میں سے آسیہ کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ کی آواز سن کر قمر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور دوڑتا ہوا کچن میں پہنچا تو دیکھا کہ آسیہ کی حالت غیر ہو رہی تھی، اس کا چہرہ فق تھا۔
''کیا ہوا......؟'' ''تم اس طرح چیخی کیوں تھی؟'' قمر نے پوچھا۔
''و......و......وہ۔''
''کیا......؟ وہ کیا......؟''
''و......و......وہ......دے......گ......چ...... دیگچی میں......''
قمر تیزی کے ساتھ چولہے کی طرف بڑھا اور دیگچی میں دیکھنے لگا۔ مگر دیگچی میں پکتے ہوئے گوشت کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس نے چولہے کے آس پاس نظر دوڑائی اور پھر اس نے پلٹ کر آسیہ سے کہا۔ ''کیا......؟ کیا ہے دیگچی میں......؟''
''دیگچی میں خون اور......ایک انسانی سر ہے۔''
''یہ تم کیا کہہ رہی ہو اس میں تو گوشت پک رہا ہے۔''
''نہیں......یہ کیسے ہوسکتا ہے......؟'' آسیہ نے قمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''جب میں نے اس پر سے ڈھکن اٹھایا تو مجھے اس میں خون اور ایک انسانی سر دکھائی دیا۔ دونوں آنکھیں بری طرح مجھے گھور رہی تھیں۔ اور تیزی سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔''
''تو پھر یہ خونی سر مجھے کیوں نہیں دکھائی دیا۔'' قمر نے کہا۔ ''شاید یہ تمہارا وہم ہو۔ تم خود ہی دیکھو دیگچی میں کیا ہے؟''
آسیہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے چولہے کے قریب پہنچی پھر اس نے دیگچی میں نظر ماری۔ دیگچی میں کوئی انسانی سر نہیں تھا بلکہ گوشت پک رہا تھا۔ اسے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔
''اب بتاؤ کہاں ہے سر......؟''
''قمر میری بات کا یقین کرو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ مگر اب......''
''چلو چھوڑو اسے۔'' قمر نے کہا۔ ''یہ تمہارا وہم ہے۔ یہاں کوئی خونی سر ور نہیں ہے۔ اب جلدی سے کھانا پکاؤ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔'' قمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

☆......☆......☆

''یہ حنا اور شہر یار کہاں ہیں؟'' آسیہ نے قمر سے کہا۔ قمر جو ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا، آسیہ کی طرف دیکھا، آسیہ کے ہاتھوں میں دو پلیٹیں تھیں جو ایک دوسرے کے تلے اوپر تھیں۔
''کہیں باہر کھیل رہے ہوں گے، کیوں کیا کام ہے؟''
''یہ سمرن کے ہاں دینا تھا۔'' آسیہ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پلیٹوں کی طرف اشارہ کیا۔
''کیا ہے اس میں......؟''
''گوشت۔''
''لاؤ۔ میں دے آؤں۔''
''قمر نے آسیہ سے پلیٹیں پکڑیں اور باہر نکل گیا۔ باہر سخت دھوپ تھی۔ دوپہر کے 2 بجے کا وقت تھا اور

سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ گلی میں کوئی نہ تھا۔ لوگ گرمی سے بچنے کے لئے اپنے اپنے گھروں میں گھسے ہوئے تھے۔

قمر چلتا ہوا سمرن کی کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔ گیٹ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ کوٹھی کے اندر موجود تھا۔ کوٹھی اندر سے بھی کافی خوب صورت تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ مگر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ چلتا ہوا سیڑھیوں کے قریب پہنچ گیا۔ اسی وقت اسے گنگنانے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سمرن کی تھی جو کوئی گانا گنگنا رہی تھی۔ اس نے آواز کی سمت کا تعین کیا اور اس طرف کو چل دیا۔ سمرن کی گنگناہٹ اسی طرف سے آ رہی تھی۔ اسی وقت قمر کی نظر اپنے دائیں باتھ روم پر پڑی۔ باتھ روم کا دروازہ اندھے شیشے کا بنا ہوا تھا۔ اس اندھے شیشے کے دوسری طرف سمرن شاور کے نیچے کھڑی نہا رہی تھی۔ اندھے شیشے کی وجہ سے وہ صاف دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ شاور سے گرتے ہوئے پانی سے اپنے بدن پر لگے ہوئے صابن کے جھاگ کو صاف کر رہی تھی۔ قمر کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی گئیں۔ وہ اپنی جگہ بت کی مانند کھڑا باتھ روم کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

چند لمحوں کے بعد سمرن نے شاور بند کر دیا۔ اس نے ہینگر کے ساتھ لٹکا ہوا تاول اتار کر اپنے بال اور بدن کو پانی کے قطروں سے خشک کیا اور اسے پھر ہینگر پر لٹکا دیا۔ پھر وہ سفید رنگ کی چادر اپنے بدن پر لپیٹ کر باہر نکل آئی۔ قمر تیزی کے ساتھ سائیڈ پر ہو گیا۔ سمرن قمر کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر چونک کر بولی۔

''اوہ...... آپ...... کب آئے؟''

''مم...... میں...... ابھی آیا ہوں۔''

''آیئے بیٹھیں۔ یہاں پر۔''

سمرن نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے قمر کو اشارہ کیا۔ قمر ''تھینکس'' کہتے ہوئے اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ پھر قمر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پلیٹیں میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''اس میں آپ کے لئے گوشت ہے۔''

''اوہ، اس کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔''

''پڑوسی ہونے کے ناطے فرض بنتا ہے اسی لئے۔''

''شکریہ......'' سمرن نے اپنی عریاں ٹانگوں کو ہلاتے ہوئے کہا۔ ''ویسے بائی دا وے کچھ کہنا چاہتے ہو۔''

''مم...... میں...... کیا مطلب؟ میں نے کیا کہنا ہے؟'' قمر ایک دم سٹپٹا گیا۔

''جھوٹ مت بولو۔'' سمرن نے قمر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ''انسان کی زبان جھوٹ بول سکتی ہے۔ آنکھیں نہیں۔ تمہاری بھی آنکھیں صاف بتا رہی ہیں کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو اور تم کیا کہنا چاہتے ہو یہ بھی صاف طور پر پتہ چل رہا ہے۔''

''نن...... نن...... نہیں...... وہ...... کک...... کچھ بھی نہیں۔''

''ایز یو لائیک قمر (As You Like Qamar) اگر تم میں ہمت نہیں ہے تو میں کہہ دیتی ہوں۔ کیوں ٹھیک ہے ناں۔''

''کیا......؟''

''تمہاری آنکھیں میرے بدن کو دیکھنے کے لئے بہت بے چین ہیں۔ شاید حاصل کرنے کے لئے بھی۔''

''کیا مطلب؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟''

''تو میں غلط کیا کہہ رہی ہوں؟''

قمر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ قمر نے دل میں جو سوچا تھا وہ سمرن نے اس طرح بتا دیا تھا جس طرح وہ کوئی جادوگرنی ہو۔

''کیا تم اس بات سے انکار کرو گے کہ تم مجھے نہاتے ہوئے نہیں دیکھ رہے تھے۔'' سمرن نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے قمر کے قریب پہنچ گئی۔ قمر کی آنکھوں میں اس طرح کا نشہ چڑھ چکا تھا جیسے اس نے کافی شراب پی لی ہو۔ اس کا دماغ جیسے ماؤف ہو چکا تھا۔ وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سمرن

چلتی ہوئی اس کے بہت قریب پہنچ گئی۔ اس نے اپنا چہرہ قمر کے چہرے کے قریب کر دیا تو قمر جیسے نیند کے عالم میں بولا۔ ”نہیں...... میں ایسا نہیں چاہتا۔ میری بیوی ہے۔ میں اسے دھوکا نہیں دے سکتا۔ تم تو اجنبی ہو......ہو......او......اور......ر۔“

سمرن کی آنکھوں میں دیکھتے دیکھتے قمر کی آنکھیں بوجھل ہو گئیں۔ آواز میں کپکپاہٹ پیدا ہو گئی۔ زبان نے جیسے مزید بولنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

اچانک سمرن کی آنکھوں سے ایک روشنی کی لکیر نکل کر قمر کی آنکھوں میں سما گئی۔ پھر جیسے قمر کا ذہن جاگ اٹھا۔ قمر نے تیزی کے ساتھ اپنے ہونٹ سمرن کے سرخ گلابی جلتے ہوئے ہونٹوں میں پیوست کر دیئے۔ سمرن کی آنکھیں جیسے کہہ رہی تھیں۔ ”نہیں ہیں اب ہم اجنبی!“ سمرن اس کے چہرے پر جھکی اپنی خوب صورت انگلیاں اس کے بالوں میں پھیرنے لگی۔

قمر نے سمرن کو کولہوں سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اپنے دائیں جانب بیڈ روم کی طرف چل پڑا۔ بیڈ روم کا دروازہ خود بخود کھلا اور قمر کے اندر داخل ہوتے ہی بند ہو گیا۔ قمر ہوش میں ہی کہاں تھا۔

طوفان کے روپ میں شیطان نے کروٹ لی۔ طوفان بھی ایسا کہ کسی کو ہوش نہ رہا۔ ایسا طوفان جو محدود دائرے میں ہی گردش کر رہا تھا۔ اس طوفان کی زد میں مٹی اور ریت...... پانی اور شبنم...... سردی اور گرمی...... سانسیں اور آوازیں...... سب ایک ہو چکے تھے۔ ایک دوسرے میں مدغم ہو چکے تھے۔

☆......☆......☆

”قمر کو گئے ہوئے کتنی دیر ہو چکی ہے، نواب صاحب ابھی تک نہیں لوٹے۔“ آسیہ نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔ ”اس طرح گئے ہیں جیسے کہ سمرن کسی دوسرے شہر میں رہتی ہے۔ مجھے ہی وہاں پہنچ کر پتہ کرنا چاہئے۔“

آسیہ آہستہ آہستہ باہر نکل آئی۔ حنا اور شہریار گارڈن میں کھیل رہے تھے۔ وہ ان کے قریب سے گزرتی ہوئی گلی میں چلی آئی اور پھر وہ چند لمحوں کے بعد سمرن کے دروازے پر تھی۔ اس نے بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر کسی کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔ آسمان پر سورج کی چمک ماند پڑ چکی تھی۔ مسجدوں میں عصر کی نمازیں پڑھائی جا چکی تھیں اور اس سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ قمر کو گئے ہوئے کتنا وقت گزر چکا ہے۔ چند لمحوں کے انتظار کے بعد دروازہ کھلا اور سمرن نظر آئی۔ آسیہ کو دیکھ کر سمرن نے فوراً ہنستے ہوئے کہا۔ ”ارے تم آؤ۔ اندر آ جاؤ۔“

”ابھی نہیں......“ آسیہ نے کہا۔ ”میں قمر کا پتہ کرنے آئی تھی۔ ابھی تک گھر نہیں آئے۔ تمہارے پاس گوشت دینے آئے تھے۔ کیا تمہیں پتہ ہے یہ کہاں ہیں۔ یعنی کہیں تم نے انہیں کسی کام سے بھیجا ہو۔“

”نہیں تو......“ سمرن نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ”وہ تو اسی وقت چلے گئے تھے۔ کیوں؟ کیا گھر نہیں پہنچے؟“

”نہیں۔“

”تم ٹینشن مت لو، کہیں وہ تمہیں بتائے بغیر اپنے کسی دوست کے ہاں چلے گئے ہوں۔“

”یہاں تو ہم نئے آئے ہیں۔ پھر یہاں کہاں ان کا دوست ہوگا۔“

”یہ تو تمہیں وہی بتا سکتے ہیں۔ تم آرام سے گھر جاؤ۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔“

آسیہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی واپس پلٹ آئی۔ گارڈن میں سے گزرتے وقت حنا اور شہریار دکھائی نہیں دیئے۔ شاید وہ دونوں اندر جا چکے تھے۔ آسیہ چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اسی وقت اسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے چونک کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔ کوئی چلتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی آسیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اور حیرت کے مارے اس کے منہ سے نکلا۔ ”تت...... تت...... تم...... اور یہاں......“

☆......☆......☆

بیڈ روم کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ مگر اسے لاک

نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے کوئی بھی دروازے کو اوپن کر کے اندر آسکتا تھا۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ سفید رنگ کے نرم و ملائم بستر پر قمر لیٹے ہوئے سو رہا تھا اس کا آدھا بدن برہنہ تھا اور آدھا سفید رنگ کی چادر میں......

کچھ دیر کے بعد اس کی آنکھوں کے پپوٹے تھرتھرائے اور پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اس نے اٹھ کر اپنے بدن پر نظر ماری۔ اپنے آپ کو کپڑوں سے آزاد صرف ایک چادر میں دھنسے دیکھ کر اس کے ذہن میں گزرے ہوئے واقعات گردش کرنے لگے۔

سمرن جسے دیکھتے ہی وہ کہیں گم ہو گیا تھا۔ اس کی طرف اس طرح کھینچا چلا جیسے لوہا مقناطیس کی طرف۔ اس سے پہلے اس کے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے نفس پر قابو رکھنا اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ دوسروں کی طرح نہیں تھا جو اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتے۔ مگر آج وہ اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔ اس نے بہت کوشش کی تھی۔ اپنے آپ کو بچانے کی۔ مگر سمرن کی آنکھوں کے سحر میں جیسے وہ جکڑا گیا تھا۔ وہ واقعی کوئی جادوگرنی تھی۔ جس کا جادو اس پر اثر کر گیا تھا۔ وہ جذبات میں ڈوبا ہوا نظر آیا تو اس کے خون میں گردش جیسے تیز ہو گئی۔ وہ فوراً خیالوں کی دنیا سے نکل آیا۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور لاک اوپن دیکھ کر اس کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کو لاک کرنے کے بعد وہ ڈریسنگ الماری کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں کے بعد وہ کپڑے پہن کر بیڈ روم سے باہر آچکا تھا۔ اب وہ باتھ روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چلتے ہوئے اس کے ذہن میں صرف ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا۔

''وہ اپنے بیڈ روم میں کیسے پہنچا؟ کیا اسے یہاں سمرن چھوڑ کر گئی؟ یا وہ خود یہاں اپنے قدموں پر چل کر آیا تھا؟ اگر وہ خود اپنے قدموں پر چل کر یہاں پہنچا تو اسے یاد کیوں نہیں آرہا تھا؟''

وہ چلتا ہوا سیڑھیوں سے اترنے لگا۔ سیڑھیوں سے اترتے وقت اس کے قدموں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ اسی وقت قمر کو آسیہ نظر آئی۔ جو بیرونی دروازہ سے اندر داخل ہوئی تھی۔ آسیہ نے چونک کر قمر کی طرف دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی آسیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ حیرت کے مارے اس کے منہ سے نکلا۔

''تت......تت......تم......اور یہاں......''

''کیوں۔ کیا مجھے یہاں نہیں ہونا چاہئے۔'' قمر نے ایک لمحے کے لئے رک کر کہا اور چلتے ہوئے آسیہ کے قریب پہنچ گیا۔

''نہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں۔'' آسیہ نے کہا۔ ''دراصل میں تمہیں دیکھنے سمرن کے گھر گئی تھی اور پھر تم میرے سامنے گھر میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے۔ آخر تم نے اتنی دیر کہاں لگائی۔ شام ہونے والی ہے۔ میں تمہیں باہر ڈھونڈتی پھر رہی تھی اور تم اوپر سے آرہے ہو۔''

''میں تو اسی وقت واپس آگیا تھا۔'' قمر نے کہا۔ ''تم اس وقت شاید کچن میں تھی۔ جب میں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں پہنچا تھا۔ بستر پر لیٹتے ہی مجھے نیند نے آن لیا اور اب میری آنکھ کھلی ہے۔ تم نے بیڈ روم میں نہیں دیکھا ہوگا؟''

''واقعی میں نے تمہیں بیڈ روم میں نہیں دیکھا تھا۔'' آسیہ نے کہا۔ وہ قمر کی باتوں میں آگئی تھی۔ قمر بھی بھلا اسے کیسے بتاتا کہ اصل وجہ کیا تھی۔ قمر نہانے کے لئے باتھ روم میں چلا گیا اور آسیہ شام کا کھانا بنانے کے لئے کچن کی طرف چل دی۔ کچھ دیر کے بعد قمر نہا کر باہر نکلا اور اپنے دونوں بچوں حنا اور شہریار کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں بیٹھے اپنی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ وہ بھی ان کی مدد کرنے لگا۔

''قمر۔ ذرا یہاں آنا۔'' کچن میں سے آسیہ کی آواز سنائی دی۔ قمر اٹھا اور کچن کی طرف ہو لیا۔ کچن میں داخل ہو کر اس نے آسیہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''کیا ہے؟''

''کیوں......؟'' آسیہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔ ''کیا ہوا؟''

''کیا ہوا کا کیا مطلب؟'' قمر نے پیار سے کہا۔ ''ارے تم نے تو آواز دی ہے۔ اسی لئے تو میں فوراً

آ گیا۔ اور تم حیرانی سے میری طرف دیکھ رہی ہو۔''

''میرے خیال سے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے تو آواز نہیں دی۔''

قمر نے چند لمحوں کے لئے آسیہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ آسیہ کا چہرہ سپاٹ تھا۔ پھر قمر نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟ کیا واقعی تم نے مجھے آواز نہیں دی؟''

''ہاں بابا۔ میں نے تمہیں نہیں بلایا۔ بھلا مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟''

''ٹھیک ہے۔'' قمر نے کہا اور پھر اس نے حنا اور شہریار کو آواز دی۔ وہ دونوں دوڑتے ہوئے کچن میں پہنچ گئے۔

''جی ابو'' انہوں نے بیک وقت مؤدب لہجے میں کہا۔

''بیٹا۔ تم دونوں بتاؤ کہ تمہاری امی نے مجھے پکارا تھا یا نہیں......

''پکارا تھا......'' انہوں نے کہا۔ ''آپ پڑھائی میں ہماری مدد کر رہے تھے۔ جب امی نے آپ کو پکارا تھا۔ کیوں؟ کیا ہوا؟''

''کچھ نہیں۔'' قمر نے کہا۔ ''اب تم دونوں جاؤ اور اپنا کام کرو۔''

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟'' آسیہ نے بچوں کے کچن سے نکلتے کہا۔ ''میں نے اگر تمہیں نہیں پکارا تو پھر تمہیں کس نے پکارا؟ کیا وہ آواز میری جیسی تھی؟''

''ہاں وہ آواز تمہاری ہی تھی۔''

''میرے خیال سے وہ کوئی روح یا چڑیل وغیرہ ہوگی۔ جس نے میری آواز میں تمہیں پکارا۔ کہیں یہ گھر آسیب زدہ تو نہیں ہے؟ میرے خیال سے ایسے ہی ہے۔ اسی لئے یہ گھر بلکہ کوٹھی تمہیں اتنی آسانی سے مل گئی ورنہ اس دور میں ایک سادہ سا گھر بھی اتنی کم قیمت میں ملنا بہت مشکل ہے۔''

قمر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کچھ سوچتا ہوا کچن سے باہر نکل گیا۔

دولہا: دلہن کی ڈولی لینے آیا تو سالیوں نے اپنی فرمائش بیان کیں۔

پہلی سالی: ''میں گیارہ سو لوں گی۔''

دوسری: ''میں اکیس سو لوں گی۔''

ایک خان صاحب پیچھے سے بولے۔ ''ارے تیئس دس لے لو اس میں ایف ایم بھی ہے۔

(این اے ساگر...... مظفر گڑھ)

قمر کا ذہن بھی الجھن کا شکار ہو چکا تھا۔ ''آخر وہ آواز کس کی تھی؟ اگر آسیہ نے اسے نہیں پکارا تو پھر وہ کون تھی؟ جس نے آسیہ جیسی آواز میں اسے پکارا تھا۔ کیا آسیہ کی بات سچ تو نہیں؟ کیا واقعی یہ گھر آسیب زدہ ہے؟ اگر ہاں تو پھر ان کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش کیوں نہیں آیا جس سے وہ خوف زدہ ہو جائیں۔ جس سے ثابت ہو جائے کہ یہ گھر واقعی آسیب زدہ ہے۔''

وہ انہیں سوچوں میں گم بچوں کے قریب پہنچ گیا۔ بچے اپنی پڑھائی میں لگے ہوئے تھے۔ اس نے صوفے کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے اپنی آنکھیں موند لیں۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اسی وقت ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو وہ بچوں کو پڑھنے کا حکم صادر کرتے ہوئے صوفے پر سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر دروازہ کھولا۔ دروازے پر اس کے سامنے ایک آدمی کھڑا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کے گھسے پٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ بال لمبے اور بکھرے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کبھی کنگھی کی ہی نہ ہو۔ ناک تھوڑا سا پھیلا ہوا تھا۔ گندہ چہرہ اور کانوں میں سیاہ رنگ کی بالیاں، اس کی شخصیت کو پراسرار بنا رکھا تھا۔

''کیا چاہئے......؟''

''تم کیا دے سکتے ہو؟'' اس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''جو کسی فقیر کو دیا جاتا ہے۔'' قمر نے کہا۔ ''اور

اس کے علاوہ بھلا میں کیا دوں گا؟''
وہ آدمی قمر کی بات سن کر زور زور سے ہنسنے لگا۔ اسے اس طرح ہنستا دیکھ کر قمر کا منہ بن گیا۔ وہ چند لمحے اسی طرح ہنستا رہا اور پھر بولا۔ ''کیا تمہیں میں فقیر دکھائی دیتا ہوں؟''
''کیوں...... اس میں کوئی شک ہے؟''
''ہاں......''
''وہ کیا......؟''
''میرے ہاتھوں میں کشکول نہیں ہے۔''
''ہوں، کشکول نہ رکھنے سے فقیری دور نہیں ہوسکتی۔''
''اچھا......''
''ویسے بھی تمہارے حلیہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تم کوئی فقیر ہو، کوئی نیک بزرگ نہیں، یہ لو پچاس روپے اور جاؤ۔''
''مجھے تمہارے ان پچاس روپوں کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے قمر کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔ ''تم اس گھر میں نئے آئے ہو......؟''
''ہاں...... ہم اس گھر میں نئے آئے ہیں۔ کیوں؟''
''کچھ نہیں......'' اس نے گھر کے اندر اور باہر نظر مارتے ہوئے کہا۔ ''خراب...... خراب...... بہت خراب۔ اندھی قسمت، موت کے سائے، بہت ہی خراب وقت۔ ہو...... ہو۔''
''یہ تم کیا الٹی سیدھی باتیں کرنے لگے؟''
''موت کے گھر میں رہنے والے تمہارا برا وقت چل رہا ہے۔'' اس نے گھر کے اندر دیکھتے ہوئے کہا۔ ''انجانی، اجنبی چیزوں کے نرغے میں تم آچکے ہیں۔''
''مجھے پتہ ہے پیسے کمانے کا تم یہ نیا طریقہ استعمال کررہے ہو۔ مگر میں تمہاری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں۔''
''تم ناسمجھ ہو۔ اسی لئے میری باتوں کو سمجھ نہیں رہے۔ مگر بعد میں تم مجھے ضرور یاد کروگے۔''

وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس پلٹ گیا۔
قمر نے دروازہ بند کیا اور چلتا ہوا بچوں کے قریب آگیا۔ چند لمحوں کے بعد بچوں نے اپنی کتابیں اپنے بیگ میں ڈالیں اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔
قمر اس وقت کھانے سے فارغ ہوکر اپنے کمرے میں آچکا تھا۔ کچھ دیر کے بعد آسیہ بھی کمرے میں داخل ہوئی اور چلتی ہوئی بیڈ پر آگئی۔ ''اے سی۔'' چلنے کی وجہ سے گرمی کا نام ونشان نہیں تھا۔ بیڈ روم میں مکمل طور پر ٹھنڈک پھیلی ہوئی تھی۔ قمر اور آسیہ دونوں بستر میں گھس چکے تھے۔ ان دونوں کی آنکھیں بند تھیں۔ وقت سست روی سے گزر رہا تھا۔ ان کو لیٹے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ اسی وقت قمر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ بہت بے چین لگ رہا تھا۔ وہ تیزی کے ساتھ اپنے پیٹ پر، کبھی کمر پر، کبھی گردن پر، کبھی چہرے پر، کبھی بالوں میں، کبھی ٹانگوں پر اور کبھی اپنے بازوؤں پر خارش کرنے لگا۔ چند لمحے وہ یوں ہی کرتا رہا اور پھر اس کے منہ سے چیخوں جیسی آوازیں نکلنے لگیں۔ آوازیں سن کر آسیہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔
''کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ تم اس طرح کیوں چیخ رہے ہو؟''
''اوہ...... وہ اپنا منہ کھولتے ہوئے چلایا اور پھر اس نے اپنا کرتہ چیر پھاڑ کر اتار پھینکا۔ اس کے بدن پر نظر پڑتے ہی آسیہ کی آنکھیں پھیلتی ہوئی سائیڈوں پر جالگیں۔ اسے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ چیختے ہوئے قمر کو خوف بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ آسیہ تیزی کے ساتھ چیخ مارتے ہوئے بیڈ سے اتری اور دیوار کے ساتھ جالگی۔
آسیہ کے حیران اور خوف زدہ ہونے کی وجہ کوئی عام نہیں تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ اس طرح لگی ہوئی تھی جیسے وہ دیوار میں گھس جانا چاہتی ہو۔
قمر کی ٹانگوں پر، بازوؤں پر بلکہ پورے بدن پر بھورے رنگ کے چھوٹے چھوٹے آبلے سے نکل آئے تھے۔ قمر کا پورا بدن بہت بھیانک لگ رہا تھا۔ حیرت کی

بات یہ تھی کہ اس دوران اس کے بدن کے کسی بھی حصے میں سے خون نہیں نکلا تھا۔ بس درد سا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ چیخ رہا تھا۔ قمر کی یہ بھیانک حالت دیکھ کر آسیہ خوف زدہ ہو کر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی اسے خوف بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ قمر نے درد کے کم ہوتے ہی چیخنا بند کر دیا۔ اس نے اپنے بدن پر نظر ڈالی اور اپنے بدن پر بھورے رنگ کے آبلے دیکھ کر وہ بھی خوف زدہ ہو گیا۔ اسے بھی جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے آسیہ کی طرف دیکھا جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''آسیہ تم وہاں کیوں کھڑی ہو؟'' قمر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہاں آؤ میرے پاس۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارا قمر ہوں کوئی اور نہیں۔ اپنی اس حالت پر میں بھی حیران اور خوف زدہ ہوں۔''

''قمر...... یہ تمہیں کیا ہو گیا؟'' آسیہ نے قمر کے نزدیک آتے ہوئے کہا۔ ''تمہاری یہ حالت کس طرح ہوئی؟ کہیں میری بات سچ تو نہیں۔''

''کونسی بات......؟''

''یہی کہ یہ گھر آسیب زدہ ہے۔''

اس سے پہلے کہ قمر کچھ کہتا اسی وقت ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

''اس وقت کون آیا ہو گا؟''

''سمرن کے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟ میں دیکھتی ہوں۔'' آسیہ نے کہا اور اٹھ کر بیڈ روم سے باہر نکل گئی۔ قمر بیڈ پر بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا اور پھر بیڈ سے نیچے اتر آیا۔ وہ آسیہ کی باتوں پر غور کرنے لگا تھا۔ کچھ دیر کے بعد بیڈ روم کا دروازہ کھلا اور آسیہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا لفافہ تھا۔ قمر نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''کون تھا؟''

''کوئی اجنبی تھا۔ مجھے یہ لفافہ دے کر چلا گیا۔''

'' آسیہ نے لفافہ دکھاتے ہوئے کہا اور پھر اسے پھاڑ کر اس میں سے ایک کاغذ نکال لیا۔ اس کاغذ پر عجیب و غریب زبان میں کوئی تحریر لکھی ہوئی تھی۔ اس تحریر کے آخر میں مختلف لائنوں سے کوئی نقش بھی بنایا گیا تھا۔ ان دونوں نے بہت کوشش کی، اس نقش کو سمجھنے اور تحریر کو پڑھنے کی...... مگر یہ عجیب و غریب زبان ان کی سمجھ میں نہ آ سکی۔

''کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا لکھا ہے؟'' قمر نے کہا۔

''واقعی...... آسیہ نے کہا۔ ''مگر وہ اجنبی یہ لفافہ ہمیں ہی کیوں دے کر گیا۔ کاش میں یہ لفافہ وہیں کھول کر دیکھ لیتی! انجانے کیا لکھا ہے اس میں؟''

''اسی وقت ایک بار پھر ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''اب کون آیا ہو گا؟''

''دیکھو شاید وہی اجنبی ہو۔''

آسیہ نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر بیڈ روم سے نکل گئی۔ کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا اور آسیہ اندر داخل ہوئی اور آسیہ کے پیچھے سمرن، قمر پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی جگہ جیسے ساکت ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں بھی حیرانگی چھا گئی۔

''قق...... قم...... قمر۔'' اس نے قمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ تمہیں کیا ہوا؟''۔

''تمہارے بدن پر یہ آبلے؟''

''مجھے نہیں معلوم؟ بس ایسا اچانک ہو گیا۔'' قمر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ''ویسے بائی داوے تم کیا لینے آئی تھی؟''

''ایک اجنبی آدمی آیا تھا میرے پاس۔'' سمرن نے کہا۔ ''تمہارا پتہ پوچھ رہا تھا۔ تو میں نے بتا دیا۔ اب میں معلوم کرنے آئی تھی کہ وہ اجنبی تمہارے پاس پہنچا تھا یا نہیں۔''

''پہنچ گیا تھا۔''

''میرے خیال سے آپ کچھ پریشان سے لگ رہے ہیں۔ کیا میں آپ کی کچھ مدد کر سکتی ہوں؟'' سمرن

نے کہا۔

قمر چند لمحوں کے لئے تو اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ ''کیا تم یہ تحریر پڑھ سکتی ہو؟''

سمرن نے قمر کے ہاتھوں میں موجود کاغذ کو دیکھا پھر اس کے ہاتھوں سے کاغذ لے کر اسے دیکھنے لگی۔ کاغذ کو دیکھنے کے بعد اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا۔ ''ہاں۔ یہ زبان کافی پرانی ہے اور مجھے آتی بھی ہے، مگر اس کا نام نہیں یاد آ رہا، کیا نام؟ ہاں یاد آیا۔ اناشی۔'' ''ہاں یہ اناشی زبان ہے۔ پڑھ کر سناؤں۔''

''ویری گڈ۔ بتاؤ اس میں کیا لکھا ہے؟''

''اس میں لکھا ہے کہ اس گھر کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے میں ایک بت رکھا ہوا ہے۔ اس بت کا سائز عام آدمی جتنا ہے۔ اس بت کو ہمیشہ اماوس کی رات کو دو انسانوں کے خون سے نہلایا جاتا ہے اور یہ کام اس کوٹھی میں رہنے والے کرتے ہیں جس سے خوش ہو کر یہ بت انہیں بے پناہ دولت دیتا ہے۔ تاہم یہ کام نہ کرنے کی صورت میں یہ بت انہیں تڑپا تڑپا کر اذیت ناک موت سے ہمکنار کرتا ہے۔ آج اماوس کی رات ہے۔ تم لوگوں نے ابھی تک کوئی انتظام وغیرہ نہیں کیا۔ تم لوگوں کو تھوڑا سا سبق دینے کے لئے اس گھر کے مالک کے بدن پر ٹھوس قسم کے آبلے اگائے گئے ہیں۔ اس خط کے ذریعے تم لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اب یہ کام کرنے کی باری تم لوگوں کی ہے۔ اس بت کو انسانی خون سے نہلاتے ہی اس گھر کے مالک کے بدن پر موجود آبلے اسی وقت غائب ہو جائیں گے۔''

سمرن کے چپ ہوتے ہی قمر اور آسیہ پریشان نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اس خط اور اس میں موجود تحریر پر وہ یقین نہیں کرنا چاہتے تھے مگر قمر کے بدن پر موجود آبلے دیکھ کر انہیں یقین کرنا پڑا۔

''اب کیا کریں......؟'' آسیہ نے پریشان نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

''میرے خیال سے ہمیں پہلے تہہ خانے کو دیکھنا چاہئے۔'' قمر نے کہا۔ ''کیا واقعی کوئی تہہ خانہ بھی ہے یا نہیں۔ کیا تم بتا سکتی ہو اس خط کے مطابق تہہ خانہ کہاں ہے؟''

''کیوں نہیں؟ آؤ میرے ساتھ۔'' سمرن نے کہا اور انہیں لے کر بیڈ روم سے باہر آ گئی۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ تینوں نیچے پہنچ گئے۔ سمرن نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ ایک طرف کونے میں موجود تھے۔ وہ سب کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اچانک سمرن کی نظریں دیوار کے ساتھ فرش پر ٹک گئیں۔

''یہی ہے تہہ خانے کا راستہ۔''

''کہاں......؟'' قمر اور آسیہ نے کہا اور پھر ان کی نظریں بھی اسی جگہ ٹک گئیں جہاں سمرن کی نظریں تھیں۔

''اس کا مطلب ہے واقعی کوئی تہہ خانہ ہے۔'' قمر نے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں تہہ خانے کو دیکھنا چاہئے۔'' سمرن نے کہا۔ ''دیکھیں تو اندر کیا کیا ہے؟ بت کیسا ہے؟''

''میں تو کہتی ہوں رہنے دو۔'' آسیہ بولی۔ ''مجھے انجانا سا خوف محسوس ہو رہا ہے۔ ہمیں پتہ تو چل چکا ہے کہ یہ خط درست کہہ رہا ہے۔ اس لئے ہمیں فوراً اور اسی وقت یہ گھر چھوڑ دینا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو ہم کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس جائیں۔''

''تم خوامخواہ ڈر رہی ہو۔'' سمرن نے کہا۔ ''ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ میں بھی تو تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ چلو آؤ۔''

سمرن نے فرش پر موجود دروازے کو اوپر اٹھایا تو سیڑھیوں کی ایک لمبی قطار نیچے جاتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے پہنچ گئی۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے ''ٹک......ٹک......ٹک۔'' کرتے ہوئے اس کے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تہہ خانے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے آسیہ اور قمر کو سمرن دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ چند لمحوں کے بعد اس کے قدموں

کی آوازیں آنا بھی بند ہو گئیں۔

"قمر...... آسیہ۔" انہیں سمرن کی آواز سنائی دی۔ "نیچے آجاؤ۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب کچھ ٹھیک نظر آرہا ہے۔"

"چلو ہم بھی چلتے ہیں۔" قمر نے کہا اور وہ بھی نیچے اترتا چلا گیا۔ آسیہ کو بھی نیچے اترنا پڑا۔ چند لمحوں کے بعد وہ دونوں بھی سمرن کے قریب پہنچ گئے۔ سمرن سیڑھیوں کے قریب کھڑی ان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ تینوں آگے بڑھ گئے۔ یہاں ہر طرف فرش پر مٹی کی گرد جمی ہوئی تھی۔ ستونوں اور چھتوں کے ساتھ مکڑیوں کے جالے لٹک رہے تھے۔ جن پر کچھ مکڑیاں بیٹھی کچھ حرکت کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ نہ ہونے کے برابر مختلف چیزیں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔ خاموشی کی لہریں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ تینوں ادھر ادھر گھومتے پھر رہے تھے۔ مگر ابھی تک انہیں بت دکھائی نہیں دیا تھا۔ چلتے چلتے اچانک آسیہ چیخ مارتے ہوئے قمر کے پیچھے چھپ گئی۔ سمرن اور قمر یک دم رک گئے۔

ہلکے ہلکے اندھیرے نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ ہر چیز مٹی کی گرد سے لتھڑی ہوئی تھی۔ دیواروں کا رنگ اتر چکا تھا۔ انسانی کھوپڑیاں اور مختلف اعضا کی ہڈیاں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ ان ہڈیوں کے ڈھیر کے سامنے تین سائے کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے۔ ان کے چہروں کا رخ ہڈیوں کے اس ڈھیر کے دوسری جانب تھا۔ جہاں ایک کافی اونچے چبوترے پر کوئی بت دکھائی دے رہا تھا۔ اس بت کا چہرہ کافی بھیانک تھا۔ جسے دور سے ہی دیکھنے پر خوف آنے لگتا...... اس بت کے سر پر دو سینگ موجود تھے۔ آنکھیں باہر کو ابھری ہوئی تھیں۔ ناک کافی موٹی تھی۔ بدن پر سیاہ رنگ کے سینکڑوں دانے بنے ہوئے تھے۔ اس کی ٹانگ چبوترے سے نیچے اور دوسری چبوترے کے اوپر تھی۔ اس کے سامنے پڑی ہوئی ہڈیاں ان انسانوں کی تھیں جن کے خون سے اسے نہلایا جاتا تھا۔

سمرن آسیہ اور قمر تینوں خوف بھری نظروں سے بت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آسیہ، سمرن اور قمر کے درمیان کھڑی تھی۔

"اب کیا کریں؟" قمر نے کہا۔ "آسیہ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ یہ تو آسیب زدہ گھر ہے۔ کاش میں اس کی بات مان لیتا اور...... اور شاید اس عذاب میں نہ پھنستا۔"

"میرے خیال سے اب بھینٹ دینی ہی پڑے گی۔"

"بھینٹ......؟" ان دونوں نے سوالیہ نظروں سے سمرن کی طرف دیکھا۔

"ہاں بھینٹ......" سمرن نے کہا۔ "اس خط میں لکھا ہے کہ تمہارے بدن پر سے اسی وقت یہ آبلے غائب ہو سکتے ہیں جب تم دونوں بت کو کسی انسان کے خون سے نہلاؤ گے۔ میرے خیال سے تم دونوں یہ کام کر ہی دو۔ اس طرح قمر کو اس عذاب سے چھٹکارا بھی مل جائے گا اور یہ بت تم دونوں سے خوش ہو کر دولت بھی دے گا۔ جو کہ تم دونوں کا انعام ہوگا۔"

"تم اس یقین کے ساتھ کیسے کہہ رہی ہو؟" قمر نے سمرن کو تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم تو اس طرح کہہ رہی ہو جس طرح انسانی خون اس بت کو نہیں بلکہ تمہیں چاہئے۔ سچ سچ بتاؤ اس کام میں تمہارا تو کوئی ہاتھ نہیں۔ تمہارے لہجے اور باتوں سے عجیب قسم کی بو محسوس ہو رہی ہے۔"

"مم...... مم...... میں تو...... ویسے ہی کک...... کہہ رہی تھی۔" سمرن ہکلائی۔ "اس میں مجھ...... بھلا میرا کیا...... ہاتھ ہو سکتا ہے۔ مم...... میں تو ویسے ہی کہہ رہی تھی۔ تت...... تمہارے فائدے کے لئے......"

"میں دوسروں کی طرح نہیں ہوں جو اپنے فائدے کے لئے کسی کا خون بہا دیتے ہیں۔ اگر خدا کی مرضی اسی میں ہے کہ میں اس عذاب میں مبتلا رہوں تو میں اس کی مرضی کے خلاف قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ اگر یہ کسی شیطان کی کارکردگی ہے تو میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ خدا اپنے بندے کی حفاظت کرتا ہے۔ اپنے بندوں پر اس کی

نظر ہر وقت رہتی ہے۔ وہ میری بھی ضرور حفاظت کرے گا۔ اس عذاب سے مجھے نجات دلائے گا۔'' قمر نے کہا اور اپنے ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھالئے۔

''اے میرے معبود......! میری توبہ قبول فرما۔ میرے گناہ کو معاف کردے۔ میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں۔ میری توبہ قبول فرما۔ میں نے گناہ ہوش وحواس میں نہیں کیا تھا۔ مجھے اس عذاب سے نجات دلادے۔ شیطان کے چنگل سے نکال دے۔ میں اپنے گناہ کی توبہ مانگتا ہوں، آئندہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ مجھے معاف کردے۔ مجھے معاف کردے۔ یا اللہ۔''

''بھگتو! دیوتا کی خواہش نہ مان کر تم لوگوں نے بہت بھیانک غلطی کی ہے۔ تمہارے پورے پریوار کو یہ عذاب بھگتنا پڑے گا۔'' سمرن کا جیسے لہجہ ہی بدل گیا تھا۔ وہ تیزی کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتی ہوئی واپس چلی گئی۔

''چاہے جو بھی ہو۔ میں ایسا گھٹیا کام ہرگز نہیں کروں گا۔ شیطان کا حکم بھی نہیں مانوں گا۔ اپنے فائدے کے لئے کسی کا بھی خون نہیں بہاؤں گا۔'' قمر نے اٹل فیصلے میں کہا۔

اس سے پہلے کہ وہ واپس جانے کے لئے پلٹتے اسی وقت بت کے سامنے پڑی ہوئی ہڈیوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ چھوٹی اور بڑی، ثابت اور ٹوٹی ہوئی ہڈیاں فرش پر رینگتی ہوئی ایک دوسرے کے قریب آنے لگیں۔ قمر اور آسیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ زیادہ خوف آسیہ کی آنکھوں میں تھا۔ وہ دونوں رینگتی ہوئی ہڈیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ایک دوسرے کے قریب پہنچنے کے بعد ہڈیاں خود بخود ایک دوسرے کے ساتھ جڑنے لگیں۔ چند لمحوں تک مختلف سائز کی ہڈیاں ''کھٹ...... کھٹ...... کھٹاکھٹ......'' کی آوازیں پیدا کرتی ہوئی ایک دوسرے پر گرتی ہوئی مضبوطی کے ساتھ جڑتی رہیں اور پھر وہ ایک ڈھانچے کی شکل اختیار کرتی چلی گئیں۔ ادھر ادھر سے تین کھوپڑیاں فرش پر رینگتی ہوئی اس ڈھانچے کے قریب پہنچیں اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ فضا میں اڑتی ہوئی بے دھڑ کے ڈھانچے پر جالگیں۔ اب ڈھانچے کے دھڑ پر تین کھوپڑیاں تھیں۔ ایک درمیان میں، دوسری دائیں طرف اور تیسری بائیں طرف۔ اس ڈھانچے کی تینوں کھوپڑیوں نے اپنے بیہودہ آواز میں ہنسنے کی ناکام کوشش کی۔

آسیہ اور قمر دونوں تقریباً پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اس ڈھانچے نے ان کی طرف دیکھا اور پھر وہ چلتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگا۔

ڈھانچہ ان کے قریب پہنچتے ہی اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر قمر کی گردن پکڑلی۔ آسیہ نے مزاحمت کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا مگر اس نے اپنا دوسرا ہاتھ آسیہ کے چہرے پر دے مارا تو وہ فضا میں ترتی ہوئی کافی دور فرش پر جاگری۔ ڈھانچہ نے قمر کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ پھر اس نے قمر کو ایک جھٹکے سے فضا میں اچھال دیا۔ قمر فضا میں تیرتا ہوا دیوار کے ساتھ ٹکرایا اور نیچے گرتا چلا گیا پھر اس ڈھانچے نے آگے بڑھ کر دوبارہ قمر کو فرش پر سے اٹھایا اور اس کے پیٹ میں مکا دے مارا۔

''اوغ......'' کی آواز کے ساتھ قمر دوہرا ہوگیا۔

آسیہ نے ایک گردآلود کرسی اٹھائی اور ڈھانچے کے پیچھے سے آکر اس کے سر پر دے ماری۔ کرسی کافی پرانی ہونے کی وجہ سے ٹکراتے ہی ٹوٹ گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈھانچے کی کھوپڑی ٹوٹ کر نیچے جاگری۔ ڈھانچے نے پلٹ کر آسیہ کی طرف دیکھا اور آسیہ گھبرا کر فوراً پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ ڈھانچہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد آسیہ دیوار کے ساتھ جالگی۔ قمر نے پہلے بت کی طرف دیکھا اور پھر ڈھانچے کی طرف۔ ڈھانچہ دونوں ہاتھوں سے آسیہ کا گلا دبارہا تھا جس کی وجہ سے آسیہ کا چہرہ سرخ ہو چلا تھا۔ قمر کو جیسے ہوش سا آگیا۔ اس نے تیزی کے ساتھ بھاگتے ہوئے ڈھانچے کی کمر میں کک ماری۔ ڈھانچہ کو جھٹکا سا لگا۔ اس نے آسیہ کو جھٹکے کے ساتھ فرش پر گرادیا۔ قمر نے ڈھانچے کے پیٹ میں پاؤں مارنا چاہا مگر ڈھانچے نے اس کا پاؤں پکڑ کر تیزی کے ساتھ فضا میں گھمادیا۔ قمر گھومتا ہوا بت کے سامنے جاگرا۔

ڈھانچے نے چھلانگ لگائی اور قمر کے قریب پہنچ گیا۔

قمر فرش پر منہ کے بل گرا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹوں اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔ قمر جانتا تھا کہ ڈھانچہ ایک شیطانی طاقت کی وجہ سے زندہ ہوا ہے اور وہ اس شیطانی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے آیت الکرسی پڑھنے لگا۔ ڈھانچے نے اسے اٹھا کر کھڑا کیا۔ قمر نے آیت الکرسی مکمل ہوتے ہی ڈھانچے پر پھونک ماردی۔ ڈھانچہ اسے چھوڑ کر چیخیں مارتا ہوا فرش پر جا گرا۔ چند لمحوں کے لئے وہ تڑپتا رہا اور پھر دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ اس کی ہڈیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ادھر ادھر بکھرتی چلی گئیں۔ آسیہ اپنا گلا سہلاتے ہوئے قمر کے قریب پہنچ گئی۔ قمر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دیوار کے ساتھ پڑا ہوا لوہے کا کافی موٹا سریا اٹھالیا۔ پھر اس نے سریا سے بت کے ٹکڑے ٹکڑے کردیا تو ان ٹکڑوں کے گرد تیز سرخ رنگ کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔ قمر اور آسیہ نے سیڑھیوں کی طرف بڑھنا چاہا مگر اسی وقت انہیں شدید قسم کا جھٹکا لگا اور وہ دیوار کے ساتھ چیختے ہوئے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ ان دونوں کے ذہنوں پر اندھیرے کی چادر پھیلتی چلی گئی۔

☆......☆......☆

روشنی کا ایک ننھا سا جگنو جگمگایا اور پھر وہ آہستہ آہستہ مزید روشن ہوتے ہوئے اس کے ذہن پر پھیلتا چلا گیا۔ اندھیرا آہستہ آہستہ دور ہوتا چلا گیا۔

وہ اس وقت اسی کمرے میں موجود تھا جہاں سے تہہ خانے کا راستہ نیچے جاتا تھا۔ اس نے فرش میں موجود دروازے کی طرف دیکھا جو اس وقت پہلے کی طرح بند تھا۔ اس نے اپنے بدن پر نظر ماری اور پھر اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ اس کا بدن دوبارہ اصلی حالت میں آچکا تھا۔ بدن پر پڑے ہوئے آبلے غائب ہوچکے تھے۔ اس نے فوراً خدا کا شکر ادا کیا اور پھر اپنے قریب پڑی ہوئی آسیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ قمر نے آسیہ کو جھنجھوڑا تو پھر چند لمحوں کے بعد اسے بھی ہوش آگیا۔ قمر کو صحیح سلامت دیکھ کر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور پھر اس نے بھی خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ دونوں اٹھ کر کمرے سے باہر آگئے۔ صبح ہوچکی تھی۔ قمر نے گھڑی میں ٹائم دیکھا۔ صبح کے 9 بج چکے تھے۔ وہ دونوں بچوں کے کمرے میں گئے۔ بچے ابھی تک سو رہے تھے۔

''چلو اپنا حلیہ ٹھیک کرلیں۔'' قمر نے کہا اور پھر وہ دونوں باتھ روم کی طرف بڑھ گئے۔ باری باری نہانے کے بعد وہ دونوں صحن میں پہنچ گئے۔

''میرے خیال سے ہمیں سمرن کا پتہ کرنا چاہئے۔'' قمر نے آسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم نے دیکھا نہیں جب میں نے انکار کیا تھا کہ میں کسی انسان کا خون نہیں بہاؤں گا تو وہ کس طرح ناراض ہوگئی تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے خون کی ضرورت اس بت کو نہیں بلکہ اسے ہو جیسے میں نے بت کو نہیں بلکہ اس کا حکم ماننے سے انکار کیا ہو۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے جیسے اس کام میں سمرن کا ہی سب سے بڑا ہاتھ ہو۔''

''واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' آسیہ نے کہا۔ کیونکہ تمہارے انکار سے وہ ہمیں چھوڑ کر غائب ہوگئی اور اس وقت کیسے ہندی بھی بول رہی تھی۔''

''چلو آؤ پھر ذرا اسے بھی دیکھیں۔''

پھر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ سورج کافی نکل چکا تھا۔ لوگ اپنے اپنے کاموں پر جارہے تھے۔ وہ دونوں چلتے ہوئے سمرن کے گھر پہنچ گئے۔ قمر نے بیل کا بٹن پریس کیا۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایک عورت نظر آئی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''جی کیا چاہئے؟''

''ہمیں سمرن سے ملنا ہے۔''

''سمرن۔'' عورت کے لہجے میں حیرانی تھی۔ ''کون سمرن؟ یہاں کوئی سمرن نہیں رہتی۔''

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟'' قمر نے کہا۔ ''میں اس جگہ اس گھر میں اس سے مل چکا ہوں۔''

''تم شاید مذاق کررہے ہو۔''

''کیا مطلب؟'' آسیہ نے کہا۔

''ہم اس کوٹھی میں کئی سالوں سے رہ رہے ہیں۔ پھر یہ سمرن کہاں سے آ گئی اور تم کہہ رہے ہو کہ تم یہاں آ چکے ہو سمرن کے پاس۔'' اس عورت نے پہلے آسیہ پھر قمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ اچھا مذاق ہے۔''

''معاف کرنا، شاید وہ گھر کوئی اور ہوگا۔'' قمر نے چند لمحوں کے بعد کہا اور پھر وہ دونوں واپس گھر آ گئے۔

''یہ تم نے کیا کیا؟'' آسیہ نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ''تمہیں ڈھونڈتے وقت میں خود سمرن کے پاس وہاں گئی تھی اگر تم غلطی سے اس گھر کو پہچان نہیں سکے تو میں تو پہچان سکتی ہوں ناں مگر وہاں کی اس وقت کی سچویشن دیکھ کر میں بھی حیران ہوں آخر کیا معاملہ ہے؟''

''اسی بات پر میں خود حیران ہوں۔'' قمر نے کہا۔ اسی وقت ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ قمر نے ایک لمحہ کے لئے دروازہ کی طرف دیکھا اور پھر اس کی طرف بڑھ گیا۔ ناشتہ تیار کرنے کی غرض سے آسیہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ قمر نے دروازہ کھولا تو اسے وہی پراسرار آدمی کھڑا دکھائی دیا جو شام کے وقت آیا تھا۔ اس کے بدن پر وہی لباس تھا۔ اس نے قمر کی طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر بولا۔ ''اب بتاؤ۔ کیا اب بھی میں فقیر دکھائی دیتا ہوں؟''

''اوہ، نہیں۔ مجھے معاف کردیں۔ میں نے آپ کو غلط سمجھا۔''

''اگر تم یہ گھر چھوڑ کر چلے جاتے تو اس عذاب سے دوچار نہ ہوتے۔'' اور یہ باتیں کرتے ہوئے دونوں گارڈن میں پہنچ گئے۔

''مجھے آپ کی شخصیت کافی پراسرار لگ رہی ہے۔'' قمر نے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔ ''رات کو ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اس کا ہمارے علاوہ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ مگر آپ...... ! کیا آپ بتا سکتے ہیں وہ اجنبی سمرن لڑکی کہاں گئی۔ اس کا گھر اس کا گھر نہیں ہے۔ آخر یہ کیا چکر ہے؟''

اس سمرن کے بارے میں تم صرف اتنا ہی جان لو کہ وہ تمہارے لئے اجنبی تھی۔ اک پیاسی روح تھی جس نے اپنے بدن کی پیاس تو بجھالی مگر...... مگر خون کی پیاس نہ بجھا سکی۔ اک ایسی اجنبی جس کی اجنبیت دور نہیں کی جاسکتی۔'' اس نے پلٹ کر قمر کی طرف دیکھا اور کہا۔

''ویسے میری ایک بات مانو گے۔''

قمر نے تیزی کے ساتھ کہا۔ ''ضرور۔ کیوں نہیں؟''

''مجھے پتہ ہے تم نے یہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں یہی کہوں گا اپنا فیصلہ مت بدلنا۔'' اس نے کہا اور قمر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی وقت قمر کو آسیہ کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ کی آواز سن کی پیشانی پر شکنیں پھیلتی چلی گئیں۔ وہ بھاگتا ہوا گارڈن سے نکلا اور گھر میں داخل ہوتا چلا گیا۔

☆......☆......☆

''آخر یہ سب کیا ہے؟'' قمر نے دوبارہ گارڈن میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور چلتا ہوا اس آدمی کے قریب پہنچ گیا۔ ''آپ کو پتہ ہے آسیہ کے چیخنے کی وجہ کیا تھی؟''

اس نے مسکرا کر قمر کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''تہہ خانے کا نام ونشان مٹا دیکھ کر ہی چیخی ہوگی اور بھلا اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟''

''آخر وہ تہہ خانہ گیا کہاں؟'' قمر نے کہا۔ ''اس تک جانے والا دروازہ بھی فرش پر سے غائب ہے۔''

''اجنبی ایک دوسرے کو راز کی باتیں نہیں بتایا کرتے۔'' اس نے پراسرار لہجے میں کہا اور چلتا ہوا چند قدموں کے فاصلے پر لگے ہوئے درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ قمر کے ذہن میں ایک اور سوال اٹھا کہ اس نے یہ پوچھا ہی نہیں کہ ''آخر وہ کون ہے؟'' وہ تیزی کے ساتھ بھاگتا ہوا درخت کے پیچھے پہنچا مگر یہ کیا......؟ اس کا ذہن ایک بار پھر جھنجھنا اٹھا۔ درخت کے پیچھے تو کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ آدمی اس طرح غائب ہو چکا تھا جس طرح گدھے کے سر سے سینگ......

